www.KitaboSunnat.com



فکر و نظر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# صدر، سپیکر اور وزیر اعظم
## پاکستان کے مستقل آئین کی روشنی میں

مملکت پاکستان میں سب سے اہم اور اونچے عہدے اور منصب تین ہیں۔ صدر، سپیکر اور وزیر اعظم جو مستقل آئین کے تحت پہلی بار بالآخر ملک کو مل ہی گئے ہیں۔ اس لیے ہم بھی ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ان کو منتخب کر کے عوام نے ان پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو اپنے عوام کی جائز اور بجا توقعات کی لاج بھی رکھ سکتے ہیں۔

ملکی آئین اور دستور میں ان تینوں کے مرتبہ، اختیارات اور حقوق کا جو تعین کیا گیا ہے، ہم چاہتے ہیں، ایک دفعہ آپ بھی ان کا مطالعہ فرمالیں ——— تاکہ اس بات کے سمجھنے میں آپ کو آسانی ہو کہ، مملکت کی سیاسی آب و ہوا کیسی ہے اور اس کا رخ کدھر کو ہے یا بالآخر اس کا انجام کیا ہوگا؟ ———

یہ تمام کوائف قومی اسمبلی کے پاس کردہ دستور اور آئین سے ماخوذ ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ۱۹۷۳ء ہے جو نیارو ق ملک کا ترجمہ کردہ ہے۔

ملکی آئین میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ:

۱۔ صدر جمہوریہ کے اتحاد کا مظہر ہوگا۔

۲۔ اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

۳۔ صدر کوئی منفعت بخش ایسا عہدہ قبول نہیں کر سکے گا جو حکومت پاکستان کے تحت ہو۔

۴۔ صدر پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کا انتخاب نہیں لڑ سکے گا۔ اگر پہلے رکن ہوگا تو اس سے اس کو استعفار دینا پڑے گا۔

۵۔ صدر پانچ سال تک اپنے منصب پر فائز رہ سکے گا۔

۶۔ صدر اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے وزیر اعظم کے مشوروں پر عمل کرے گا اور وہ اس ضمن میں مشوروں کو تسلیم کرنے کا پابند ہوگا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۷۔ عدلیہ کو ایسے کسی مشورے کے بارے میں تفتیش کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا جو وزیر اعظم کی جانب سے صدر کو دیا جائے گا۔

۸۔ آرٹیکل ۹۰ کے مطابق صدر کی جانب سے جاری ہونے والے تمام احکامات پر وزیر اعظم کے توثیقی دستخط ہونا ضروری ہوں گے۔

۹۔ وزیر اعظم کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ صدر مملکت کو داخلی خارجی امور اور پارلیمنٹ میں ہونے والے قانون سازی سے متعلق سارے معاملات سے آگاہ کرتا رہے۔

۱۰۔ صدر کو کسی ٹربیونل یا کسی عدالت کی طرف سے دی گئی جرم کی سزا معاف کرنے، اس میں کمی کرنے یا اس کو معطل کرنے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ وزیر اعظم ایسا کرنے کا مشورہ دے۔ (حصہ سوم ص ۲۴ تا ۲۶)

۱۱۔ صدر کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ کے کسی ایک یا دونوں کا اجلاس طلب کرے یا ملتوی کر اجلاس بلائے ........ اسے پارلیمنٹ کو برخواست کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔ (ص ۲۸)

سپیکر کے سلسلہ میں کہا گیا ہے کہ:

۱۔ انتخابات کے بعد قومی اسمبلی پہلے ہی اجلاس میں سپیکر کا انتخاب کرے گی۔

۲۔ سپیکر اس اجلاس کی صدارت نہیں کر سکے گا جس میں اس کے خلاف مواخذہ کی تحریک پیش کی جانے والی ہو۔

۳۔ خود مستعفی ہو جائے یا اسمبلی کا رکن نہ رہے یا اسمبلی کے ریزولیوشن کے ذریعے اس کو عہدے سے الگ کر دیا جائے تو وہ سپیکر نہیں رہے گا۔ (ص ۳۰)

وزیر اعظم کے متعلق کہا گیا ہے۔

۱۔ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخابات کے بعد کوئی اور کام کیے بغیر قومی اسمبلی اپنے ارکان میں سے کسی ایک مسلم رکن کو بغیر کسی بحث کے بحیثیت وزیر اعظم چن لے گی۔

۲۔ اس کو اکثریت کی رائے سے انتخاب کیا جائے گا۔

۳۔ وزیر اعظم اپنے وفاقی وزراء اور وزرائے مملکت کو پارلیمنٹ کے ارکان میں سے منتخب کرے گا اور وہ ان میں سے کسی وزیر کو اس کے عہدے سے برطرف کر سکے گا۔

۴۔ اپنے جانشین کے انتخاب اور عہدہ سنبھالنے تک وہ اپنے عہدے کے فرائض ادا کرتا رہے گا۔

۵۔ جن دنوں میں اسمبلی توڑی جا چکی ہو ان دنوں میں آرٹیکل ۹۱-۹۲ کی رو سے وزیر اعظم ... کو عہدے سے الگ نہیں کیا جا سکے گا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک اس وقت تک پیش نہیں کی جا سکے گی جب تک نئے وزیراعظم کا نام نہ لیا جائے یا جب سالانہ بجٹ کے مطابق مطالبات پر قومی اسمبلی غور کر رہی ہو۔

۷۔ دس سال کے عرصہ تک یا دوسرے عام انتخابات کے انعقاد تک قومی اسمبلی کے کسی رکن کا ووٹ جو کسی سیاسی جماعت کی اکثریت پر منتخب ہوا ہو عدم اعتماد کی تحریک کے حق میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ اگر ایک دفعہ وہ تحریک منظور نہ ہو سکے تو ایسا کوئی ریزولیوشن آئندہ چھ ماہ گزرنے تک پیش نہیں کی جا سکے گا۔ (ص ۵ تا ۵۲)

مناسب ہوگا کہ اس فرصت میں قومی اسمبلی، سینٹ، اسلامی کونسل، صوبائی گورنر اور عدالتہائے عالیہ و سپریم کورٹ کے ججوں کے بارے میں نئے آئین میں جو ضوابط مقرر کیے گئے ہیں ان کی مختصر تفصیل سے بھی آپ کو آگاہ کر دیا جائے جو امید ہے ملکی مسائل کے سمجھنے میں مفید رہے گی۔

۱۔ پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہوگی۔ ایک کو قومی اسمبلی دوسری کو سینٹ کہا جائے گا اور صدر کو پارلیمنٹ برخواست کرنے کا اختیار ہوگا۔

۲۔ قومی اسمبلی قانون کے مطابق براہ راست اور آزادانہ طور پر منتخب ہونے والے دو سو ارکان پر مشتمل ہوگی۔

۳۔ صدر، وزیراعظم کے مشورہ سے قومی اسمبلی کو توڑ سکے گا بشرطیکہ اسمبلی میں اس کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش نہ کی جا چکی ہو۔

۴۔ ایوان کی ساری کارروائی صدر کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق کی جائے گی۔

۵۔ پارلیمنٹ کی کسی کارروائی کی قانونی حیثیت کو طریق کار میں بے قاعدگی کی بنیاد پر عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

۱۔ سینٹ ۶۳ ارکان پر مشتمل ہوگی، ہر صوبائی اسمبلی ۱۴ ارکان منتخب کرے گی اور ہر دو سال بعد یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ہر رکن کی میعاد چار سال ہوگی۔ ½ کی دو سال اور ½ کی چار سال۔

۲۔ سینٹ کو معزول نہیں کیا جا سکے گا۔

۳۔ جو مسودہ قانون قومی اسمبلی میں منظور ہو اسے سینٹ میں پیش کیا جائے گا۔ اور وہ اسے ۹۰ دن میں بہ ترمیم یا بلا ترمیم منظور کرے گا یا مسترد کر دے گا۔ اگر اس عرصہ میں کچھ نہ کیا گیا تو مسودہ قانون پاس تصور کیا جائے گا۔ سینٹ خاموش رہا تو اسے صدر کی منظوری کے لیے پیش



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا جائے گا۔

۴۔ سینٹ بل مسترد کر دے یا ترمیم کر دے تو اسے مکرر قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ منظوری کی صورت میں اسے براہ راست صدر کی منظوری کے لیے بھیج دیا جائے گا۔

دراصل صوبائی احساسات کی بنا پر سینٹ کی ایجاد کی گئی ہے تاکہ قومی اسمبلی میں اپنی پوری نمائندگی کے نہ ہونے کی صورت میں اپنے حقوق اور مسائل کی نگرانی کی جا سکے۔ بہر حال دونوں ایوانوں میں تضاد کی صورت میں فیصلہ قومی اسمبلی کا ہی ناطق تصور کیا جائے گا۔

۱۔ اسلامی کونسل کے ارکان کی تعداد کم سے کم ۸ زیادہ سے زیادہ ۱۵ ہو گی۔ ایک کو صدر ہی چیئرمین مقرر کرے گا۔

۲۔ ان کی تقرری صدر کرے گا۔ مگر ضروری ہو گا کہ وہ اسلام کے متعلق علم رکھتے ہوں۔

۳۔ ان میں کم از کم دو افراد ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج ضرور ہوں گے۔

۴۔ ان میں کم از کم چار ایسے رکن ہوں گے جنھوں نے ۱۵ سال تک ریسرچ یا اس کی تدریس کی ہو گی۔

۵۔ ان میں ایک عورت بھی ضرور ہو گی۔

۶۔ اگر اکثریت سینٹ کے کسی رکن کے خلاف صدر سے سفارش کرے گی تو صدر اس کو الگ کر سکے گا۔

۷۔ پارلیمنٹ اسلامی کونسل سے مسودہ قانون کے بارے میں رائے معلوم کر سکے گی۔

۸۔ اور کونسل اس کو یہ بتائے گی کہ یہ اسلام کے مطابق ہے یا نہیں؟

۹۔ اپنی آخری رپورٹ سات سال کے اندر پیش کرے گی اور ہر سال ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے گی رپورٹ چاہے آخری ہو یا عبوری اسے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور آخری رپورٹ کے پیش ہونے کے دو سال بعد تک اس کے مطابق قانون بنائے گی۔

گورنر کا تقرر صدر کرے گا اور اس وقت تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا جب تک اس کو صدر کی خوشنودی حاصل ہو گی۔ اور وہ وزیراعلیٰ کے مشوروں کا پابند ہو گا نیز وزیراعلیٰ کی جانب سے دی جانے والی ہدایت کے بارے میں عدلیہ کو تفتیش کرنے کا اختیار حاصل نہ ہو گا (ص۵۴)

۱۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر صدر کرے گا اور دیگر جج بھی صدر چیف جسٹس کے مشورہ سے مقرر کرے گا۔ اسی طرح ہائی کورٹ کے جج صاحبان۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے آئین کے لاگو ہونے کے تین سال کے اندر بتدریج الگ کر دیا جائے گا۔

یعنی ابھی نہیں (دفعہ ۲۰۰)

اس سلسلے میں چند ایک امور ایسے سامنے آتے ہیں جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر، اسپیکر اور وزیر اعظم کے لیے ضروری نہیں کہ وہ کتاب و سنت کے علم و عمل اور حکمت کے حامل بھی ہوں۔ یعنی شہر کی جامع مسجد کا خطیب اور امام وہ، جو اور تو سبھی کچھ ہو مگر اس کو نماز نہ آتی ہو۔

مذکورہ بالا ساری سیاسی حکمتِ عملی کی انتہاء "ملک کے وزیر اعظم" کی ذات پر ختم ہوتی ہے۔ قومی اسمبلی جس میں وزیر اعظم کو اکثریت حاصل ہے وہ بھی دراصل اپنی نہیں، وزیر اعظم کے دل کی بات قومی اسمبلی کی زبان میں کہتی ہے۔

اسلامی کونسل اور شعبوں کی بات بھی اسی "ذات والا" کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اسلامی کونسل صرف سفارش کا حق رکھتی ہے۔

صدر، اسپیکر اور وزیر اعظم بظاہر علیحدہ علیحدہ منصب ہیں لیکن معنویت کے لحاظ سے صدر اور اسپیکر کی حیثیت "وزیر اعظم" کی زبان کی ہے۔ علیحدہ کچھ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کچھ اچھی فال نہیں ہے یہ اس کی صرف ایک آئینی حیثیت کی بات ہے۔ جہاں تک ان کی شخصی حیثیت کا معاملہ ہے، اس میں ان کی "انفرادیت" محل نظر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سوچنا ہے کہ ان کا انتخاب قومی امنگوں اور دلچسپیوں کا مظہر ہے یا کسی فردِ واحد کی نظرِ کرم اور مصلحت آمیز صوابدید کا نتیجہ؟ ہمارے نزدیک اصل صورت اخیری ہے۔ اس لیے اندازہ یہی ہے کہ یہ دونوں بزرگ مسٹر بھٹو کو شاید ہی کسی مفید مشورہ کا قائل کر سکیں۔ اس پر اگر کوئی صاحب یہ کہہ دیں کہ:

منفرد مقام اور حیثیت کے حامل یہ دونوں منصب ضائع ہو گئے ہیں اور ان کی افادی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے تو اس کو جھٹلانا آسان نہیں ہوگا۔

۱۹۳۵ سے شائع ہونے والا ادبی ماہنامہ
ادبِ لطیف
لاہور
مدیر: ناصر زیدی
معروف ایک جریدہ نہیں تحریک ہے جو ہمیشہ ادب کے جدید تقاضوں کا ترجمان رہا ہے
اور ایک رسالے کی شکل میں ... رنگ
کسی بھی اچھے بک سٹال سے طلب کیجئے!
بہترین نظمیں، عمدہ افسانے
خوبصورت غزلیں
دلکش مضامین۔ انشائیے
طنز و مزاح
مینیجر: ماہنامہ "ادبِ لطیف" ۱۵ سرکلر روڈ لاہور
فون: ۵۲۰۰۹



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ